ہجرت کے چھٹے سال کے واقعات:
باغیان بنی المصطلق

آیت اللہ جعفر سبحانی

ہجرت کے چھٹے سال مسلمانوں کی فوجی طاقت میں غیر معمولی اضافہ ہو چکا تھا۔ صورت حال یہ ہوگئی تھی کہ ان لوگوں کی خصوصی جماعت کی آمدورفت شہر مکہ کے قریب تک ہوگئی تھی اور یہ لوگ بڑے اطمینان سے اس علاقہ میں آنے جانے لگے تھے لیکن انہیں اپنی فوجی طاقت کو قبائلی علاقوں کو فتح کرنے اور لوگوں کی املاک پر قبضہ جمانے کے لئے استعمال نہیں کرنا تھا۔

اگر مشرکین نے مسلمانوں سے ان کی آزادی نہ سلب کی ہوتی اور ماحول کو ان کی تبلیغی سرگرمیوں کے لئے سازگار رہنے دیا ہوتا تو پیغمبر اسلامؐ نے اسلحوں کی خریداری اور فوجیوں کی روانگی کا حکم ہرگز جاری نہ کیا ہوتا لیکن چونکہ مسلمانوں اور ان کی تبلیغی جماعت کے لوگوں کو دشمن کی طرف سے ہمیشہ خطرہ لگا رہتا تھا لہٰذا اسلام کے رہبر عالیقدر کے لئے یہ لازمی تھا کہ وہ عقلی تقاضہ کو پورا کرتے ہوئے اسلام کی دفاعی طاقت میں اضافہ کریں تاکہ دشمن کے احتمالی حملہ کا مقابلہ کیا جا سکے۔

ہجرت کے چھٹے سال تک ہی نہیں بلکہ پیغمبرؐ کی زندگی کے آخری دن تک جو جنگیں رونما ہوئیں اس کی بنیادی وجہ اور حقیقی سبب یہ تھا:

۱۔ مشرکین کے بزدلانہ حملوں کے جواب میں یہ دفاعی جنگیں ہوئیں جیسے جنگ بدر، جنگ احد اور جنگ خندق۔

۲۔ مسلمانوں اور ان کی تبلیغی جماعت سے وابستہ لوگوں پر دور افتادہ علاقوں اور جنگلوں میں قتل کردینے یا اذیت پہونچانے والے لوگوں کی تنبیہ کے لئے بھی یہ جنگیں ہوئیں۔ اس کے علاوہ ایسے لوگوں کی تنبیہ کے لئے بھی جنگ لازمی تھی جو معاہدہ شکنی کرتے ہوئے اسلام اور مسلمانوں کے لئے طرح طرح کے خطرے پیدا کرتے رہتے تھے جس میں بنی لحیان اور تین یہودی قبائل کے خلاف ہونے والی جنگ کو مثال اور نمونہ کی حیثیت سے پیش کیا جا سکتا ہے۔

۳۔ تیسرا سبب یہودی قبیلوں میں ابھرتے ہوئے اس جوش وخروش کوختم کرنا تھا جس کے سایہ میں ان لوگوں نے مدینہ پر دھاوا بولنے کے لئے اسلحوں اور سپاہیوں کو جمع کرنا شروع کردیا تھا۔ چنانچہ اکثر چھوٹی اور سطحی جنگیں اسی وجہ سے رونما ہوا کرتی تھیں۔

غزوہ بنی المصطلق:

بنی المصطلق درحقیقت قبیلہ خزاعہ کی ایک کڑی تھے جو قریش کے پڑوسی تھے۔ مدینہ میں یہ اطلاع ملی کہ قبیلہ کا سردار ''حارث بن ابی ضرار'' شہر مدینہ کا محاصرہ کرنے کے لئے سپاہیوں اور اسلحوں کی فراہمی میں ہمہ تن سرگرم ہے۔ چنانچہ پیغمبر اکرمؐ نے فیصلہ کیا کہ اس فتنہ کو ابتدائی مرحلہ میں ہی ختم کردیا جائے۔ اس مقصد کے لئے انہوں نے اپنے ایک صحابی ''بریدہ'' کو معاملہ کی مکمل تحقیق کے لئے اس علاقہ میں روانہ کردیا۔ انہوں نے ایک انجان آدمی کی حیثیت سے قبیلہ کے سردار سے رابطہ قائم کیا اور اس سلسلہ کی مکمل اطلاعات حاصل کرلیں اور اس کے بعد مدینہ میں پیغمبرؐ سے ملاقات کی اور انہیں جو اطلاعات حاصل ہوئی تھیں ان کی تصدیق کردی۔ پیغمبرؐ فوراً ہی اپنے اصحاب کے ہمراہ قبیلہ ''بنی المصطلق'' کی طرف روانہ ہوگئے اور ''مریسیع'' نامی کنویں کے قریب ان لوگوں سے مڈبھیڑ ہوگئی۔ دونوں گروہوں کے درمیان جنگ چھڑ گئی۔ مسلمانوں کی جانبازی اور عرب قبیلوں پر طاری مسلمانوں کے رعب ودبدبہ کی وجہ سے تھوڑے ہی عرصہ میں دشمنوں کے دس فوجی مار ڈالے گئے اور دشمن کی فوج میں بھگدڑ مچ گئی۔ اس لڑائی میں غلطی سے ایک مسلمان سپاہی بھی کام آگیا۔ اس جنگ میں مسلمانوں کو بہت سی املاک بطور مال غنیمت حاصل ہوئیں اور ان کی عورتوں کو جنگی قیدی کی حیثیت سے گرفتار کرلیا گیا۔[۱]

اس جنگ کے سبق آموز پہلوؤں میں وہ سیاسی اتھل پتھل شامل ہے جن کا پیغمبرؐ نے بعد میں رونما ہونے والے حوادث میں باقاعدہ استعمال کیا۔

پہلی بار پیغمبر اکرمؐ کو مہاجر وانصار جماعت کے درمیان اختلاف کی چنگاری دکھائی دی اور اگر پیغمبرؐ کی تدبیر شامل حال نہ ہوتی تو اختلاف کی یہ آگ بھڑکتے ہوئے شعلوں میں تبدیل ہوجاتی اور ان لوگوں کا سارا اتفاق واتحاد مٹھی بھر لوگوں کی سطحی خوشی کی نذر ہوجاتا۔

۱۔ تاریخ طبری، جلد ۲، ص ۲۶۰

اختلاف کی بنیادی وجہ یہ تھی کہ جنگ کے خاتمہ کے بعد دو مسلمانوں کے درمیان جن میں سے ایک ''جہجاہ مسعود'' نامی مہاجر اور ''سنان جہنی'' نامی انصار تھا، نہر کے کنارے کسی بات پر اختلاف پیدا ہوگیا۔ ان لوگوں نے اپنی مدد کے لئے اپنے قبیلہ والوں کو پکارنا شروع کردیا اور اس کمک طلبی کے نتیجہ میں ایسا لگتا تھا کہ مسلمان اپنے مرکز سے دور ایک دوسرے کی جان کے پیچھے پڑ جائیں گے اور ایک دوسرے کو تباہ و برباد کر ڈالیں گے۔ اسی دوران پیغمبرؐ کو اس اختلاف کی اطلاع حاصل ہوگئی۔ انہوں نے حکم صادر فرمایا کہ ان دونوں لوگوں کو ان کے حال پر چھوڑ دو کیونکہ کمک طلبی کی آواز درحقیقت نہایت نفرت انگیز ہے۔[۱] یہ دور جاہلیت کی دعوت کی طرح ہے اور ایسا لگتا ہے کہ دور جاہلیت کے منحوس آثار ابھی ان لوگوں کے دلوں میں برقرار ہیں۔

ان دونوں لوگوں کو اسلام کے اس منصوبہ کی اطلاع نہیں ہے کہ اسلام نے تمام مسلمانوں کو ایک دوسرے کا بھائی قرار دیا ہے اور ہر وہ آواز جو تفرقہ واختلاف کا باعث ہو، توحید پرستی کی نظر میں کوئی قدر و قیمت نہیں رکھتی۔[۲]

ایک منافق جنگ کی آگ بھڑکا دیتا ہے:

اس طرح پیغمبر اسلامؐ نے اختلاف کی آگ بھڑکنے نہیں دی اور دونوں گروہوں کو ایک دوسرے پر حملہ کرنے سے روک دیا۔لیکن ''عبد اللہ بن ابی'' نامی شخص نے، جو مدینہ میں حزب نفاق کا سردار اور مذہب اسلام سے غیر معمولی بغض و کینہ وعداوت رکھتا تھا اور مال غنیمت کے لالچ میں اسلامی جہاد میں شریک رہا کرتا تھا، اس موقع پر اپنی کینہ پروری کا مظاہرہ کرتے ہوئے اپنے اردگرد جمع لوگوں سے خطاب کرتے ہوئے کہا:

''یہ سب کچھ ہم لوگوں کی وجہ سے ہے۔ ہم لوگوں نے خود ہی یہ مصیبت مول لی ہے۔ ہم مدینہ والوں نے مہاجرین مکہ کو اپنی سرزمین میں پناہ دی۔ دشمنوں کے شر سے ان لوگوں کی بھرپور حفاظت کی اور اب ہم لوگوں کا یہ حال ہوگیا ہے کہ ہمارے ٹکڑوں پر پلا ہوا کتا ہمیں کاٹنے دوڑ رہا ہے۔ خدا کی قسم مدینہ پہونچتے ہی ہم لوگوں کو پہلی فرصت میں ان کمزور و بے سہارا مہاجروں کو اپنی سرزمین سے باہر نکال دینا چاہیئے''۔

۱۔''دعوها فانها منتنة''   ۲۔''تعالیق سیرة ابن ہشام نقل از سہیلی''

عبد اللہ کی ان باتوں کا اس کے ارد گرد جمع افراد پر بہت بُرا اثر پڑا کیونکہ ان لوگوں کے دل ودماغ میں ابھی جاہلانہ فکر اور عربی تعصب باقی تھا۔ اس منافقانہ تقریر کی وجہ سے ایسا محسوس ہونے لگا تھا کہ مسلمانوں کے درمیان جو اتحاد واتفاق قائم ہوگیا تھا اسکا شیرازہ منتشر ہوجائے گا۔

خوش قسمتی کی بات تھی کہ ''زید بن ارقم'' نامی ایک غیرت دار مسلمان نوجوان ان لوگوں کے درمیان موجود تھا۔ اس نے نہایت موثر اور بھرپور انداز میں اس منافق کی شیطانی باتوں کا جواب دیتے ہوئے کہا:

''خدا کی قسم! خوار وذلیل تو تو ہے۔ جس شخص کی خود اپنے لوگوں اور رشتہ داروں کے درمیان کوئی قدر وقیمت نہیں ہے، وہ تو ہے۔ لیکن محمدؐ تو پوری امت مسلمہ کی نگاہوں میں عزیز ومحترم ہیں اور لوگوں کے دل میں ان کی محبت بھری ہوئی ہے۔''

اس کے بعد زید بن ارقم اس جگہ سے اٹھے اور سپہ سالار لشکر اسلام یعنی پیغمبر اکرمؐ کو عبد اللہ کی کینہ پروری سے باخبر کردیا۔ پیغمبرؐ نے ماحول کو نگاہ میں رکھتے ہوئے تین بار زید کی باتوں کی طرف نہ صرف کوئی خاص توجہ کی بلکہ ان سے کہا کہ ہوسکتا ہے تم نے اس کی بات سننے میں غلطی کی ہو۔ یہ بھی ممکن ہے کہ تم غیض وغضب اور غیر معمولی غصہ وناراضگی کی وجہ سے کہہ رہے ہو۔ ہوسکتا ہے اس نے تمہیں چھوٹا اور بیوقوف سمجھ کر ایسی باتیں کہی ہوں، لیکن درحقیقت اس کا مقصد یہ نہ رہا ہو۔ لیکن زید نے پیغمبرؐ کی ان تمام باتوں کا منفی جواب دیا۔ ایسا ہرگز نہیں تھا بلکہ اس نے اختلاف پیدا کرنے اور مسلمانوں کے درمیان تفرقہ ونفاق کی آگ بھڑکانے کے لئے یہ تمام باتیں کہی تھیں۔

خلیفہ دوم نے پیغمبرؐ سے درخواست کی کہ'' عبد اللہ بن ابی'' کے قتل کا حکم جاری کردیجئے۔ لیکن پیغمبرؐ نے فرمایا کہ سردست ایسا کرنا مصلحت کے مطابق نہیں ہے کیونکہ لوگ یہ کہیں گے کہ محمدؐ اپنے اصحاب کو قتل کررہے ہیں۔''[۱]

۱۔ خلیفہ دوم کے حالات زندگی کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ جنگ کے میدان اور محاذ پر اپنی طاقت وشجاعت کا مظاہرہ نہیں کیا کرتے تھے اور ہمیشہ متقاعدین کی صف میں ہوا کرتے تھے۔ لیکن جب مسلمان مجاہدین دشمن کو قیدی بنا کر سامنے لاتے تھے تو وہ پہلی فرصت میں اور سب سے آگے بڑھ کر پیغمبرؐ سے یہ مطالبہ کرنے لگے تھے کہ اس کی گردن ماردینے کا حکم جاری کردیا جائے۔ مثال کے طور پر ذیل میں ان حوادث کی نشاندہی کی جارہی ہے جہاں انہوں نے دشمن کے فوری قتل کا مطالبہ کیا تھا۔ الف۔ ایک یہی موقع تھا جس میں انہوں نے عبد اللہ کی گردن زونی کا مطالبہ کیا تھا۔ ب۔ فتح مکہ کے موقع پر'' حاطب بن بلتعہ'' نے مشرکین کے لئے جاسوسی کی تھی۔ اس مجرمانہ حرکت کی سزا کے طور پر انہوں نے پیغمبرؐ سے مطالبہ کیا کہ اس کی گردن اڑادی جائے۔ ج۔ جب ابوسفیان کو پیغمبرؐ کے چچا عباس نے اسلامی سپاہ کے درمیان لاکر کھڑا کردیا تو خلیفہ دوم نے فرمایا کہ اس شخص کو فوراً ہی قتل کردینا چاہئے۔ اس کے علاوہ بھی متعدد مقامات پر ان کا یہ مطالبہ دیکھا جاسکتا ہے۔

عبد اللہ کو پیغمبر اکرمؐ اور زید بن ارقم کے درمیان ہونے والی گفتگو کا پتہ چل گیا۔ وہ فوراً خدمت پیغمبرؐ میں حاضر ہوئے اور کہنے لگے میں نے تو یہ سب کبھی نہیں کہا ہے۔ کچھ خیر اندیش لوگوں نے عبد اللہ کی حمایت کرتے ہوئے فرمایا کہ ''عبد اللہ'' سے نقل قول کے دوران زید کو قدرے غلط فہمی سی ہوگئی ہے۔ اس کے کہنے کا مقصد یہ نہیں تھا۔

لیکن معاملہ اسی جگہ ختم نہیں ہوتا۔ کیونکہ اس قسم کی وقتی خاموشی درحقیقت طوفان سے قبل چھا جانے والی خاموشی ہوا کرتی ہے۔ جس پر ہرگز اعتماد نہیں کیا جاسکتا ہے بلکہ رہبر عالیقدر کو کوئی ایسا کام انجام دینا چاہئے جس کی وجہ سے یہ دونوں واقعہ کو پوری طرح بھول جائیں۔ چنانچہ انہوں نے اسی مقصد سے، اگرچہ ابھی کوچ و روانگی کا وقت نہ تھا پھر بھی انہوں نے کوچ کا حکم جاری کردیا ''اسید بن حضیر'' پیغمبرؐ کی خدمت میں شرف یاب ہوئے اور کہنے لگے۔

''یہ کوچ کا وقت تو نہیں ہے۔ آپ نے یہ حکم کیوں جاری کردیا؟''

پیغمبرؐ نے کہا۔'' کیا تم کو ''عبد اللہ'' کے ذریعہ تفرقہ واختلاف کی بھڑکائی گئی آگ کا علم نہیں ہے؟'' ''اسید'' نے قسم کھائی اور کہا: 'اے پیغمبر عزیزؐ! طاقت آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ آپ اس شخص کو فوری طور پر باہر نکال دیں۔ آپ تمام لوگوں کے درمیان عزیز وگرامی قدر ہیں اور وہ تو ذلیل وخوار رہا ہے۔ آپ تو اسے ایک شکست خوردہ انسان خیال کیجئے۔ مدینہ میں آپ کی مہاجرت سے قبل اوسیان وخزرجیان نے متفقہ طور پر یہ فیصلہ کیا تھا کہ اس کو مدینہ کا حاکم بنادیں۔ لوگ جواہرات جمع کرنے میں لگے ہوئے تھے تاکہ اس کی تاج پوشی کا اہتمام کرسکیں لیکن ستارۂ اسلام کے نمودار ہوتے ہی اس کا سارا کام بگڑ گیا اور اس کے اردگرد جمع لوگ تتر بتر ہوگئے۔ درحقیقت وہ آپ کو اس انتشار وپراگندگی کا سبب خیال کرتا ہے۔

کوچ کا فرمان جاری ہوگیا۔ سپاہیان اسلام ۲۴ گھنٹے سے زیادہ عرصہ تک راستہ طے کرتے رہے اور نماز کے علاوہ کسی بھی کام سے راستہ میں کسی جگہ پر توقف اختیار نہیں کیا۔ دوسرے روز گرمی بہت زیادہ تھی اور کسی میں ایک قدم چلنے کی طاقت نہیں رہ گئی تھی لہٰذا پڑاؤ کا حکم جاری ہوگیا۔ غیر معمولی تھکاوٹ کی وجہ سے لوگ اپنی سواریوں سے اترتے ہی گہری نیند میں سوگئے اور تمام تلخ یادیں ان کے ذہن سے دور ہوگئیں اور اس طرح اختلاف کی آگ ٹھنڈی ہوگئی۔[۱]

۱۔ تاریخ طبری، جلد ۲، ص ص ۲۶۱ و ۲۶۲، مجمع البیان جلد ۱، ص ص ۲۹۲۔ ۲۹۵

ایک سپاہی اور ایمان وجذبات کی کشمکش:

''عبد اللہ'' کا بیٹا ایک پاکدل' مومن اور نوجوان مسلمان تھا۔ اسلامی تعلیمات کی وجہ سے وہ اپنے منافق باپ سے بھی بڑی محبت کرتا تھا۔ اور اس پر بہت مہربان بھی تھا ۔ اس کو اپنے والد سے متعلق حادثہ کا علم ہوگیا تھا اور اس کو اس بات کا یقین بھی ہوگیا تھا کہ پیغمبرؐ اس کے قتل کا حکم صادر کریں گے۔

لہٰذا وہ پیغمبر اکرمؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے عرض کیا'' اگر یہ بات طے ہو چکی ہے کہ میرے والد کو قتل کردیا جائے تو میں بذات خود اس حکم کو عملی جامہ پہنانے کے لئے حاضر ہوں۔ میری خواہش ہے کہ آپ اس کام کو کسی دوسرے آدمی کے سپرد نہ کریں!

کیونکہ مجھے یہ ڈر ہے کہ عربی حمیت اور پدری محبت کی وجہ سے میرے صبر کا دامن چھوٹ جائے اور بعد میں میں اپنے والد کے قاتل کو قتل کرکے اپنے ہاتھوں کو ایک مسلمان کے خون سے آلودہ کرلوں اور آخر کار اس کام کی وجہ سے میں اپنی زندگی برباد کرڈالوں۔

اس نواجوان کی گفتگو سے ایمان کی بلند ترین تجلی دکھائی دیتی ہے۔ نوجوان بیٹا پیغمبرؐ سے یہ سفارش نہیں کرتا کہ میرے والد کی خطا پر زیادہ توجہ نہ دیں بلکہ اسے درگزر کردیں؟! ایسی سفارش نہ کرنے کی وجہ یہ تھی کہ اس نوجوان کا یہ عقیدہ وایمان تھا کہ پیغمبر اکرمؐ ہر کام حکم خداوندی کے بموجب انجام دیتے ہیں۔ بہرحال عبد اللہ کا بیٹا ایک انتہائی حیرت انگیز روحانی کشمکش میں مبتلا تھا۔

باپ سے غیر معمولی محبت اور عربی غیرت وحمیت اس نوجوان کو اپنے والد کے خون کا بدلہ لینے کے لئے آمادہ کرتی ہے جس کے نتیجہ میں ایک مسلمان کا قتل یقینی ہوجاتا ہے۔

لیکن اس کے برخلاف بعض دیگر عوامل مثلاً اسلامی ماحول میں امن وسکون کے قیام کے لئے یہ بات لازمی ہوجاتی ہے کہ اس جوان کے باپ کو قتل کردیا جائے ۔ اس کشمکش سے تنگ آکر اس نے تیسرا راستہ اختیار کرلیا تاکہ اعلیٰ اسلامی مفاد ومصالح بھی محفوظ رہ جائیں اور اس نوجوان کے جذبات بھی مجروح نہ ہونے پائیں اور یہ کام وہ خود اپنے ہی ہاتھوں سے انجام دے۔

اگر چہ یہ عمل انتہائی جگر خراش اور جانکاہ ہے لیکن ارادہ الٰہی کے سامنے سر تسلیم خم کردینے کی خواہش اور اس کی ایمانی طاقت اسے بڑھ کر سہارا دے رہی تھی ۔ لیکن پیغمبرؐ مہربان نے اس نوجوان سے کہا کہ ایسا فیصلہ نہیں کیا گیا ہے اور ہم لوگ اس معاملہ کو طے کرلیں گے۔

یہ بات درحقیقت پیغمبرؐ کی روحانی عظمت کی دلیل تھی جس کو دیکھنے کے بعد تمام مسلمان حیران رہ گئے اور عبد اللہ کی طرف لعنت وملامت کا سیلاب امنڈ پڑا اور وہ لوگوں کی نظر میں اتنا ذلیل و رسوا ہوا کہ لوگ اس کی طرف سے بالکل لاپرواہ ہوگئے۔

پیغمبرؐ نے اس واقعہ کے دوران مسلمانوں کو نہایت سبق آموز درس سے مالامال کردیا۔ انہوں نے اپنے اس عمل سے اسلام کی دانشمندانہ سیاست کی ایک ہلکی جھلک پیش کردی۔ اس کے بعد منافقون کے سردار عبداللہ نے معاشرہ میں کبھی سر اٹھا کر بات نہیں کی اور ہر معاملہ میں وہ لوگوں کے اعتراض وتنفر کا نشانہ ہوا کرتا تھا۔ ایک دن پیغمبرؐ نے خلیفہ دوم سے کہا: جس دن تم نے مجھ سے عبد اللہ کو قتل کردینے کی بات کہی تھی اس وقت لوگ اس کے قتل کی خبر سنتے ہی غمگین ومتاثر ہوجاتے اور اس کی حمایت میں آواز بھی بلند کرتے لیکن آج لوگ اس سے اس قدر متنفر ہیں کہ اگر میں اس کے قتل کا حکم جاری کردوں تو لوگ بغیر کسی ہچکچاہٹ کے اسے قتل کرڈالیں گے۔

بابرکت شادی باغیان بنی مصطلق کے سردار:

''حارث بن ضرار'' کی بیٹی قیدیوں میں شامل تھی۔ اس کا باپ فدیہ لئے ہوئے اپنی بیٹی کی تلاش میں آیا تاکہ اسے قید سے آزاد کراسکے۔ جب وہ بیابان عقیق پہونچا تو اس نے فدیہ کی خاطر لائے گئے اونٹوں میں سے دو اونٹ منتخب کئے اور انہیں پہاڑ کی گھاٹی میں چھپادیا۔ جب وہ رسول خداؐ کی خدمت میں حاضر ہوا تو کہنے لگا کہ میں اپنی بیٹی کا فدیہ لایا ہوں۔ پیغمبرؐ نے حارث کی طرف دیکھتے ہوئے فرمایا کہ ہاں! مجھے معلوم ہے تم نے دو اونٹ پہاڑ کی فلاں گھاٹی میں چھپا رکھے ہیں۔

حارث اس غیبی خبر کو سننے کے بعد بوکھلا گیا۔ اس کے ساتھ اس کے دو بیٹے بھی آئے تھے وہ لوگ بھی حیران رہ گئے۔ آخر کار ان لوگوں نے اسلام قبول کرلیا۔ اس کے بعد حارث نے اپنے لڑکوں سے وہ اونٹ منگوائے اور انہیں پیغمبرؐ کی خدمت میں پیش کردیا۔ اس طرح اس کی بیٹی آزاد ہوگئی اور اس نے بھی اسلام قبول کرلیا۔ اس کے بعد پیغمبرؐ نے اس لڑکی سے شادی کی خواہش ظاہر کی اور باپ نے خوشی خوشی چارسو درہم پر اپنی بیٹی پیغمبرؐ کے عقد میں دیدی۔ حارث قبیلہ مصطلق کا سردار تھا چنانچہ اس کی بیٹی کے ساتھ پیغمبرؐ کی شادی کی خبر تمام مسلمانوں میں پھیل گئی۔ اس شادی کی وجہ سے بنی مصطلق کے سو گھرانے آزاد ہوگئے اور تمام لوگ اپنی زبان سے یہ جملہ دہراتے دکھائی دے رہے تھے کہ اس

لڑکی کی طرح کوئی دوسری لڑکی اپنے قوم کے لئے اتنی بابرکت ثابت نہیں ہوئی۔ آخر کار قبیلہ بنی مصطلق کے تمام لوگ مردوزن یکے بعد دیگر آزاد ہوکر اپنے قبیلہ والوں میں شامل ہوگئے۔[۱]

فاسق رسوا ہوجاتا ہے:

بنی مصطلق گروہ سے وابستہ لوگوں کی اسلام سے رغبت درحقیقت ایک حقیقی رغبت تھی کیونکہ قید واسیری کے زمانہ میں ان لوگوں نے خوش اخلاقی، نیکی اور درگذشت ومعافی کے علاوہ کچھ نہ دیکھا تھا یہاں تک کہ ان کے سبھی قیدی کسی نہ کسی بہانہ سے آزاد ہوگئے اور مکمل امن وامان کے ساتھ اپنے قبیلہ والوں کے پاس چلے بھی گئے۔ پیغمبر اکرمؐ نے ''ولید بن عقبہ'' کو زکات وصول کرنے کے لئے ان لوگوں کے پاس روانہ کیا۔ جیسے ہی ان لوگوں نے رسول خداؐ کے نمائندہ کی آمد کی خبر سنی اپنے گھوڑوں پر سوار ہوکر ان کے استقبال کے لئے پہونچ گئے۔ پیغمبرؐ کے نمائندہ نے یہ خیال کیا کہ یہ لوگ انہیں قتل کرنے کے ارادہ سے آئے ہیں۔ پس وہ فوراً مدینہ واپس چلے گئے اور دروغ گوئی سے کام لیتے ہوئے یہ کہا کہ وہ لوگ ہمیں قتل کردینا چاہتے تھے اور زکات اداکرنے سے انکار کردیا ہے۔

ولید کی یہ خبر تمام مسلمانوں میں پھیل گئی ۔ ان لوگوں کو ''بنی مصطلق'' سے ایسی امید نہ تھی ۔ اسی عرصہ میں ان لوگوں کا ایک وفد مدینہ آیا اور رسول خداؐ کو حقیقت سے آگاہ کردیا۔ ان لوگوں نے بتایا کہ ''ہم لوگ اس کے استقبال کے لئے گئے تھے اور نہایت احترام واہتمام کے ساتھ ان کی خدمت میں زکات کی رقم پیش کرنا چاہتے تھے لیکن اچانک وہ اس علاقہ سے غائب ہوگئے اور ہم لوگوں کو پتہ چلا کہ وہ مدینہ واپس چلے گئے ہیں۔ بعد میں ہم لوگوں کو یہ بھی معلوم ہوا کہ انہوں نے آپ سے دروغ بیانی بھی کی ہے۔ اسی موقع پر سورہ حجرات کی چھٹی آیہ کریمہ نازل ہوئی جس میں بنی مصطلق قبیلہ کی تائید کرتے ہوئے ولید کو ایک مرد فاسق کی حیثیت سے متعارف کیا گیا ہے۔ آیہ کریمہ کا مضمون حسب ذیل ہے:

''اے ایمان والو! اگر ایک فاسق آدمی تم لوگوں کے پاس کوئی خبر لائے تو توقف سے کام لو اور خوب اچھی طرح تحقیق کرلو کہیں ایسا نہ ہو کہ اس کی بات پر اعتماد کرتے ہوئے تم لوگ کوئی ایسا کام کرڈالو جس کی وجہ سے بعد میں تمہیں شرمندہ وپشیمان ہونا پڑے۔''

۱۔ سیرہ ابن ہشام جلد ۲، ص ۲۹۵، تفسیر قمی، ص ۶۸۱ اور تاریخ طبری، جلد ۲، ص ۲۶۴